بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

آئندہ ماہ مارچ میں مسلمانانِ ہندوستان کے تین اہم علمی اور سیاسی جلسے ہو رہے ہیں۔ پہلا جلسہ آل پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے ماتحت مسلم ہسٹری کانگریس کا ہے جو مارچ کی ابتدائی تاریخوں میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین کے زیر صدارت لاہور میں منعقد ہوگا۔ پنجاب کے متعدد اربابِ علم اور اربابِ اثر کے اسماء گرامی اس انجمن کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اسلئے امید ہے کہ ہندوستان کی یونیورسٹیوں کے، اور دوسری علمی انجمنوں اور اداروں کے معزز نمایندے ان جلسوں میں شریک ہوکر مقالات پڑھیں گے اور مختلف اسلامی مباحث میں حصہ لیں گے۔

دوسرا جلسہ ادارۂ معارفِ اسلامیہ لاہور کا ہے جو امسال لکھنؤ میں مارچ کی ۱۷، ۱۸، اور ۱۹ کو ندوۃ العلماء میں ہوگا۔ ادارۂ معارفِ اسلامیہ کا وجود ڈاکٹر اقبال مرحوم کے خالص ثقافتِ اسلامی کے احیاء و ترویج کے جذبہ کا نتیجہ ہے، اس کا آخری جلسہ دہلی میں بڑی آب و تاب سے ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان مرحوم کی صدارت میں ہوا تھا۔ لکھنؤ کو اس اعتبار سے ایک اہم خصوصیت حاصل ہے کہ وہ ایک عرصہ تک مسلمانوں کی تہذیب کا گہوارہ رہ چکا ہے۔ اور اب بھی لکھنؤ یونیورسٹی اور ندوۃ العلماء کی وجہ سے اس کو قدیم و جدید تعلیم کا ایک نمایاں مقام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس بناء پر امید ہے کہ ادارہ کا یہ جلسہ بھی خاطر خواہ طریقہ پر کامیاب رہیگا۔

اس قسم کے جلسوں کا ایک فائدہ یہ تو ہوتا ہی ہے کہ اربابِ علم یکجا جمع ہوکر مقالات پڑھتے ہیں۔ اور ان سے لوگوں کو باہم استفادہ کا موقع ملتا ہے لیکن ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ ایک ہی قسم کی دلچسپی رکھنے والے حضرات ایک جگہ جمع ہوکر تبادلۂ خیال کرتے ہیں۔ اور ان کو متفقہ طور پر اپنے سلسلہ کے درپیش مسائل پر غور کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس بناء پر مسلم ہسٹری کانگریس اور ادارۂ معارف اسلامیہ میں جو حضرات شریک ہو رہے ہیں ہم ان سے توقع کرتے ہیں کہ وہ مقالات خوانی کے علاوہ

مندرجہ ذیل باتوں پر بھی غور فرمائیں گے۔

(۱) مسلمانوں کی تاریخ کے سلسلہ میں اشخاص کی تاریخ پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ حالانکہ زیادہ ضرورت اس کی ہے کہ مسلمانوں کے علوم وفنون کی ایک نہایت جامع اور مکمل تاریخ قلمبند کی جائے۔

(۲) پنجاب یونیورسٹی میں خصوصاً اور دوسری یونیورسٹیوں میں عموماً کوشش کرنی چاہئے کہ "اسلامک اسٹڈیز" کا شعبہ بھی کھولا جائے اور اس میں اور دوسرے شعبوں میں کوئی فرق نہ رکھا جائے۔

(۳) اس سوال پر غور کیا جائے کہ ہندوستان میں اسلامی کلچر کی حفاظت کس طرح ہو سکتی ہے؟ اور اس سلسلہ میں کوئی ٹھوس عملی قدم کیونکر اٹھایا جا سکتا ہے۔

امید ہے کہ مسلم ہسٹری کانگرس اور ادارہ معارف اسلامیہ کے ذمہ دار ارباب علم وقلم حضرات اس پر توجہ فرمائیں گے۔

تیسرا جلسہ جمعیۃ العلماء ہند کا ہے جو مارچ میں ہی لاہور میں ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کی مذہبی سیاسی جماعت ہونے کے لحاظ سے جمعیۃ العلماء کو جو اہمیت اور وقعت حاصل ہے وہ کسی باخبر سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہی وہ جماعت ہے جس کا سنگِ بنیاد حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس ہاتھوں سے رکھا گیا۔ اور جس نے ۱۹۲۰ء سے لیکر اب تک برابر ملکی سیاست کے ہر نازک دور میں مسلمانوں کو ایک متعین سمت کی طرف راہ دکھائی ہے۔ یہی وہ جماعت ہے جس نے گوشہ نشین علماء میں سیاسی شعور پیدا کر کے انھیں یاد دلایا کہ ان کا کام کسی ایک جگہ پر درس وتدریس یا وعظ وتبلیغ میں مصروف رہنا ہی نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ ان کے کچھ اور فرائض بھی ہیں جن کی تکمیل وتعمیل کی راہ میں ان کو قید وبند اور طوق وسلاسل کی زحمتوں اور اذیتوں کو بھی لبیک کہنا ہوگا۔

جمعیۃ العلماء کا یہ اجلاس اس اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ یہ اس وقت ہو رہا ہے جب کہ جنگ ہندوستان کے مشرقی دروازہ پر دستک دے رہی ہے اور ہر لمحہ توقع ہے کہ دیکھئے صورتِ حال کیا ظاہر ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں علماءِ کرام کی ذمہ داریاں اور بڑھ جاتی ہیں اور ان کا فرض ہو جاتا ہے کہ موجودہ

صورتِ حال کے جو نتائج ہو سکتے ہیں ان سب کو پیشِ نظر رکھکر غور کریں کہ ان نتائج کے مسلمانوں پر کیا اثرات ہو سکتے ہیں۔ اور وہ کونسا طریقۂ عمل ہے جس کے اختیار کرنے سے مسلمان ان اثرات سے کلاً یا جزاً محفوظ رہ سکتے ہیں۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وقت محض کہنے اور سننے کا نہیں ہے۔ بلکہ شاید کہنے پر عمل کر دکھانے کی ضرورت اتنی پہلے کبھی نہیں تھی جتنی کہ اب ہے۔ یہ ہندوستان میں جو انقلاب آرہا ہے۔ یاد رکھئے کہ اس میں بے عمل اور متساہل لوگوں کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ ان کا انجام بجز تباہی اور بربادی کے کیا ہو سکتا ہے ؟

اس موقع پر نامناسب نہ ہوگا اگر ہم علمارِ کرام کی توجہ مدارسِ عربیہ کے نصابِ تعلیم اور طرزِ تعلیم کی ضرورتِ اصلاح کی طرف متوجہ کرائیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قدر اہم مسئلہ اب تک کیوں جمعیۃ العلمار ایسی روشن خیال جماعت کی توجہ کا شایاں نہیں بنا۔ حالانکہ جمعیت میں ہندوستان کے بعض مرکزی عربی درسگاہوں کے ذمہ دار حضرات شامل ہیں اگر وہ "خیرات" اپنے گھر سے شروع کریں تو دوسرے مدارس کو بھی رغبت ہوگی۔ اور وہ ان کے نقشِ قدم پر چلنا اپنے لئے موجب برکت وسعادت سمجھیں گے۔ امید ہے کہ اس مرتبہ جمعیۃ العلمار کے اس اجلاس میں مدارس عربیہ کی اصلاح کے مسئلہ پر ضرور غور کیا جائیگا اور علمار کرام اس اہم تعمیری چیز کو غیر اہم یا ثانوی درجہ کی چیز سمجھکر نظر انداز نہ فرمائیں گے۔

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا